101574 - خاوند کے گھر سے چلی گئی اور اس کے عاشق نے شادی کی پیشکش کی حالانکہ وہ ابھی پہلے خاوند کے نکاح میں تھی

سوال

میری عمر چھبیس برس ہے اور سال بھر خاوند کا گھر چھوڑنے کے بعد اب تقریبا ایک ہفتہ قبل مجھے طلاق ہوئی ہے میں اس وقت اپنے بچے کے ساتھ میکے میں ہوں بچے کی عمر تقریبا دو برس ہے.
یہ شادی محبت کی شادی تھی ابتدا میں تو میں اپنی ساس کے ساتھ رہائش پذیر رہی اور میری ساس ہر چیز میں دخل اندازی کرنے لگی.
اور خاوند نے مجھ سے ملازمت کا مطالبہ کیا تا کہ شادی کے لیے حاصل کردہ قرض کی ادائیگی میں مدد ہو سکے، اور مجھے ملازمت مل گئی میں نے ملازمت کر کے قرض کی ادائیگی میں مدد بھی کی.
میری ایک ہی شرط تھی کہ ہم اپنے علیحدہ گھر میں رہیں جہاں ساس کا دخل نہ ہو، اور خاوند نے مجھ سے اس کا وعدہ بھی کیا تھا، کیونکہ گھر میں والدہ ہی ہر کام کو کنٹرول کرتی تھی، اور میرا خاوند کوئی اعتراض نہیں کر سکتاتھا، اگر اعتراض کرتا تو والدہ اسے گھر سے نکال دیتی، میری ساس بھی ملازمت کرتی ہے.
میں نے دو برس اپنے خاوند کا تجربہ کیا اور اس کے ساتھ رہی ہوں تو میں نے اسے وہ شخص نہیں پایا جسے میں نے ابتدا میں جانا تھا، وہ تو صرف ایک نقاب اور ماسک تھا جو اس نے پہن رکھا تھا.
میرا خاوند میری ساری تنخواہ لے لیتا اور مجھے یومیہ اخراجات کے علاوہ کچھ نہ دیتا، جب بھی اسے رقم کی ضرورت ہوتی یا پھر کام چھوڑ دیتا تو مجھ سے زیور فروخت کرنے کا مطالبہ کرتا، اور میں نے ایسا ہی کیا اور اپنا زیور تک فروخت کر دیا، اور بعض اوقات اس نے بھی ایسا ہی کیا.
میرا خاوند مجھ سے کہتا کہ جاؤ اپنے گھر والوں سے قرض لاؤ تو میں اپنے میکے سے رقم حاصل کرتی، لیکن اس کے مقابلہ میں وہ مجھے کچھ نہ دیتا، میں ہر چیز سے محروم تھی، اور وہ ہمیشہ مجھے یہی کہتا تھا " تمہیں ہماری حالت کا علم ہے اور تم اسے برداشت کرو " وہ اپنا بٹوہ گاڑی میں چھپا کر رکھتا تھا اور کہتا کہ مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اسے معلوم ہو اس کے پاس کتنی رقم ہے، یا کچھ بھی نہیں.
اس طرح ہمارے مابین مشکلات میں اضافہ ہوتا رہا، اور میں مطالبہ کرتی رہی کہ ہمارا علیحدہ گھر ہونا چاہیے کیونکہ میں اس کی عادی نہ تھی کہ ایسے گھر میں رہوں جہاں جو مرضی ہوتا رہے اور خارج والا خارج رہے.
کیونکہ اس کی ایک مطلقہ بہن تھی جو ملازمت کرتی اور اپنی ملازمت والی جگہ پر ہی ہوٹل میں رات بسر کرتی تھی جو ہمارے علاقے سے باہر تھا، اور ہمیں ملتی آتی تو اس دوران بھی ہر رات باہر رہتی اور آدھی رات کے بعد گھر واپس آتی مجھے یہ چیز اچھی نہ لگتی اور میں اپنے محترم خاوند سے کہتی:
ہمارے پڑوسی اس گھر والوں کے متعلق کیا کہیں گے جہاں ہم رہتے ہیں ؟ یہ عیب ہے تو خاوند جواب دیتا: میں ان سے بات کرونگا مجھے بھی یہ چیز اچھی نہیں لگتی، اور مجھے صبر کرنے کا کہتا، اور بالآخر اس نے یہ کہا:

یہ ہماری عادت اور رسم و رواج ہے (کیونکہ وہ عرب نہیں ہیں غیر عرب ہیں " اور میں اپنی والدہ اور بہن کو اکیلے اپنے سے دور نہیں رکھ سکتا، میں نے اپنے گھر والوں کو بالکل کچھ نہیں بتایا کیونکہ وہ تو شروع سے ہی اس شخص کے ساتھ شادی کرنے کی مخالفت کرتے تھے، لیکن میں نے اس سے شادی کرنے پر اصرار کیا تھا اس لیے کہ میں نے اس میں اچھا اخلاق دیکھا اور یہ کہ وہ اچھے دل کا مالك ہے، میں اس وقت کتنی اندھی ہو چکی تھی.

بالآخر میں نے اپنے گھر والوں کو بتا دیا کیونکہ میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ وہ اپنی والدہ کو میری شکایت لگا رہا ہے اور والدہ اسے مجھے زدکوب کر کے مجھ سے بچہ لینے کا کہہ رہی ہے، سب سے آخری بات یہی ہے اس کے بعد میں نے اچھے چھوڑ دیا اور اپنے میکے چلی آئی.

اس کے پندرہ روز کے بعد میرا خاوند یہ معلوم کرنے آیا کہ میں نے گھر کیوں چھوڑا ہے، لیکن میں نے اسے یہ نہ بتایا کہ میں اس کی والدہ کے ساتھ ہونے والی بات سن چکی ہوں، میں نے اس سے علیحدہ گھر کا مطالبہ کیا اور اس نے موافقت کی.

جب ہم نے مکان دیکھا اور خاوند مکان دیکھنے گیا تو اس نے اپنی رائے بدل لی اور دو برس تك ایسے ہی حالت رہی، اس دوران میرے خاوند نے مجھ پر الزام لگایا کہ میرے کسی کے ساتھ تعلقات ہیں، اور میری عقل کے ساتھ کھیل رہا ہے، یہ اس وقت ہوا کہ جب اس نے دیکھا کہ میرے والد کے جاننے والے شخص نے مجھے میری ملازمت والی جگہ سے مجھے گھر پہنچایا، جسے میں نے ایك روز اچانك اپنے آفس دیکھا اور نیچے میرا خاوند میرا انتظار کر رہا تھا تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں خاوند مجھے نقصان نہ پہنچائے لہذا میں نے والد صاحب کو جاننے والے شخص سے کہا کہ وہ مجھے گھر پہنچا دے.

اس کے بعد میرے کچھ جاننے والے لوگوں کو بھیجا کہ یا تو میں اپنے سسرالی گھر میں واپس آ جاؤں یا پھر طلاق کے مقابلہ میں اپنے حقوق سے دستبردار ہو جاؤں، لیکن میں نے انکار کر دیا، اور میں نے طلاق لینے پر اصرار کیا، میں گھر نہیں چاہتی.

اس نے دو بار مقدمہ بھی کیا اور بالآخر میں نے بھی طلاق کا مقدمہ کر دیا، لیکن ان آخری پانچ ماہ میں میں نے بغیر کسی قصد و ارادہ کے اچانك اسی شخص سے بات کی جس نے مجھے گھر پہنچایا تھا اور اسے میرے والد صاحب جانتے ہیں اور وہ مجھ سے چودہ برس بڑا بھی ہے، میرے ساتھ جو کچھ ہوا میں نے اسے سب کچھ بتایا، تو اس نے میرا ساتھ دیا، اور زندگی اور لوگوں کے متعلق اس نے مجھے کئی ایك امور سمجھائے، اور کچھ ایسے امور ہوتے ہیں جن پر خاموش نہیں رہنا چاہیے.

کہ ابتدا سے ہی میرا اس شخص کے قریب ہونا غلط تھا اور میں نے کسی کی کوئی نصیحت نہ سنی اور سب کی رائے کو ٹھکرا دیا، میں ہی غلط تھی، اس کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ میں اس کی جانب کھنچی جا رہی ہوں، مجھے اندر سے معلوم ہے کہ ایسا کرنا غلط ہے، اور مجھے ہر وقت یہ احساس نادم کرتا رہا ہے، خاص کر اب تو میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں، اور جانتی ہوں کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے، یہ ایسا معاملہ ہے جس کی کوئی پلاننگ نہیں کی گئی تھی.

ہم كئى ايك بار مل بھی چکے ہیں، اور بیٹھ كر بہت باتیں بھی كی ہیں حتی كہ طلاق ہونے سے قبل اس نے شادی كا مطالبہ بھی كیا تھا، میں بھی یہ چاہتی ہوں لیكن مجھے خوف ہے كہ كہیں بعد میں مخالفت نہ ہو جائے، خاص كر جن حالات میں یہ تعلقات قائم ہوئے ہیں، مجھے اللہ سے بھی خوف ہے كہ كہیں میں غلطی پر تو نہیں كہ میں نے كسی اور شخص سے محبت كی ہے حالانكہ میں ابھی كسی اور كے نكاح میں تھی.
یہ علم میں رہے كہ میں نے اپنے خاوند كو ایك بر ساور تین ماہ سے چھوڑ ركھا ہے، اور اب مجھے دو ہفتے قبل طلاق ہوئی ہے، برائے مہربانی مجھے بتائیں كہ آیا میں غلطی پر ہوں اور كیا میں نے جو كچھ كیا ہے وہ حرام ہے ؟ میں ہمیشہ اپنے اندر كی مخالفت كرتی ہوں اور بہت پریشان ہوں؛ كیونكہ میں اللہ كو ناراض نہیں كرنا چاہتی اور كہیں میں معصیت و نافرمانی كا ارتكاب تو نہیں كر بیٹھی.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

آپ نے كئی ایك واضح اور بین شرعی مخالفت كی ہیں اس لیے ہمیں تعجب ہوا ہے كہ آپ اپنے لیٹر كے آخر میں لكھتی ہیں كہ: " میں اللہ كو ناراض نہیں كرنا چاہتی، اور نہ ہی میں معصیت كا مرتكب ہونا چاہتی ہوں " !!

بہر حال: یہ معصیت و نافرمانی كی نحوست اور اس كے اثرات میں شامل ہے كہ عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، اور اس نور و روشنی پر پردہ آ جاتا ہے جو اسے صحیح اور راہ مستقیم كی طرف لےجاتا ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" اور اس میں یہ بھی شامل ہے كہ معاصی عقل كو خراب كر دیتی ہیں، كیونكہ عقل كو نور اور روشنی حاصل ہے، اور معصیت و نافرمانی اس نور و روشنی كو ختم كر دیتی ہے، یہ ضروری ہے كہ جب عقل كا نور ختم ہو جائے تو پھر عقل كمزور ہو جائیگی اور ناقص ہو گی.

بعض سلف رحمہ اللہ كا كہنا ہے:

" جب كوئی شخص اللہ كی معصیت كرتا ہے تو اس كی عقل غائب ہو جاتی ہے "

اور یہ ظاہر ہے كہ اگر اس كی عقل حاضر ہوتی تو اسے اللہ كی نافرمانی و معصیت سے روكتی، اور وہ اللہ رب العالمین كے قبضہ میں ہے، اور یا وہ اسے اعلانیہ كرے تو اللہ سبحانہ و تعالی اس پر مطلع ہے، اور اس كے گھر میں

اور اس کی چٹائی پر اور اس پر اس کے فرشتے گواہ ہیں جو اسے دیکھ رہے ہیں.

اور پھر قرآنی واعظ اسے منع کر رہا ہے، اور ایمان کے الفاظ بھی اس کو روك رہے ہیں، اور موت کا وعظ کرنے والا بھی اسے منع کر رہا ہے، اور دن بھی ایك وعظ ہے کہ جو دن معصیت میں ختم ہوتا ہے وہ دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے رہ گیا: اور اس طرح اسے جو لذت و سرور حاصل ہوا وہ کہیں کم ہے، تو کیا کوئی عقل سلیم رکھنے والا شخص ایسا کر سکتا ہے کہ یہ ذلیل و حقیر کام کرے ؟!

اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ: جب گناہ زیادہ ہو جائیں تو اس گنہگار کے دل پر مہر لگ جاتی ہے اور وہ غافلوں میں سے ہو جاتا ہے، جیسا کہ درج ذیل فرمان باری تعالی کے متعلق سلف کا قول ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے المطففین (14).

اس میں فرمایا: یہ ایك گناہ کے بعد دوسرا گناہ ہے، اور حسن رحمہ اللہ کا قول ہے:

" یہ گناہ پر گناہ ہے، حتی کہ دل اندھا ہو جائے "

اور اس کے علاوہ دوسروں کا قول ہے:

" جب ان کے گناہ و معاصی زیادہ ہو جائیں تو ان کے دلوں کو گھیر لیتے ہیں "

اس کی اصل یہ ہے کہ: معصیت و نافرمانی سے دل پر زنگ لگ جاتا ہے، اور جب یہ زیادہ ہو جائے تو دل پر زنگ غالب آ جاتا ہے حتی کہ وہ زنگدار ہو جاتا ہے، پھر دل پر غالب آ جاتا ہے حتی کہ اس پر مہر اور قفل لگ جاتا ہے، اس طرح دل پردہ اور غلاف میں ہو جاتا ہے، جب ہدایت و راہنمائی اور بصیرت کے بعد ایسا ہو جائے تو دل الٹ جاتا ہے یعنی اس کا اوپر والا نیچے تو اس حالت میں اس کا دشمن شیطان اس پر کنٹرول کر لیتا ہے اور جہاں چاہے لے جاتا ہے.

دیکھیں: الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی (39).

ہم افسوس کے ساتھ آپ کو کہیں گے کہ: آپ نے جن معاصی کا ارتکاب کیا ہے ان معاصی میں سے ہر ایك معصیت نے دوسری معصیت و نافرمانی کو کھینچا ہے، اس طرح وہ دل و عقل پر اثرانداز ہو کر ان کے نور و روشنی کو ہی ختم کر بیٹھی ہے.

دوم:

آپ نے جن معصیت و نافرمانیوں کا ارتکاب کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

1 - شادی سے قبل آپ نے اپنے پہلے خاوند کے ساتھ حرام تعلقات قائم کیے، آپ کے قول سے یہی ظاہر ہے: کیونکہ آپ کہتی ہیں " یہ شادی محبت کی شادی تھی ! " اور پھر آپ نے اپنے خاندان والوں کا اس شادی سے انکار کرنے پر ان کا مقابلہ کیا، اور اب پھر دوبارہ آپ وہی حرام تعلقات قائم کرنے کا اعادہ کر رہی ہیں حالانکہ آپ ابھی پہلے خاوند کے نکاح میں تھیں!!

مرد و عورت کے مابین خط و کتابت اور تعلقات قائم کرنے کے بارہ میں ہم درج ذیل سوالات کے جوابات میں بیان کر چکے ہیں آپ ان کا مطالعہ کریں:

سوال نمبر (34841) اور (26890) اور (23349).

اور حرام تعلقات کے متعلق تفصیل معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (1114) اور (9465) اور (21933) اور (10532) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

2 - ظاہر یہی ہوتا ہے کہ آپ کی ملازمت میں مرد و عورت کا اختلاط پایا جاتا ہے، اگر ہمارا یہ خیال اپنی جگہ صحیح ہے تو یہ بھی معصیت و نافرمانی ہے، اور اگر ملازمت والی جگہ میں مرد و عورت ك اختلاف نہیں - یا پھر یہ ملازمت حرام امور مثلا بنك اور انشورنش کمپنیوں کی ملازمت نہیں - تو پھر آپ پر کوئی گناہ نہیں.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس میں کوئی شك و شبہ نہیں کہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ اختلاط کرنے دینا ہر شر و برائی کی جڑ ہے، اور عام عذاب و سزا کے نزول کا سب سے بڑا سبب ہے، اسی طرح عام و خاص امور میں فساد پیدا ہونے کے اسباب میں شامل ہوتا ہے، اور مرد و عورت کا اختلاط کثرت فحاشی اور کثرت زنا کا باعث بنتا ہے اور مسلسل طاعون اور موت کے اسباب میں شامل ہوتا ہے.

دیکھیں: الطرق الحکمیۃ (407).

مزید آپ سوال نمبر (1200) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور عورت کی ملازمت کے بارہ میں حکم اور اس کے جائز ہونے کی شروط معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (22397) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اور سوال نمبر (6666) كے جواب ميں عورت كے اختلاط والى جگہ پر ملازمت كرنے كے متعلق اہم نصيحتيں بيان كى گئى ہيں اس كا مطالعہ بھى كريں.

3 ۔ آپ كا اپنے خاوند كى اجازت كے بغير گھر سے جانا يہ بھى معصيت تھى اور اس كى بيناد آپ نے خاوند كو اپنى والدہ سے كچھ كہتے ہوئے سننا اور والدہ كا اسے ابھارنا كوئى ايسا سبب نہيں جس كى بنا پر آپ كے ليے خاوند كى اجازت كے بغير خاوند كے گھر سے نكلنا جائز ہو جائے.

آپ كو اپنا مستقل اور عليحدہ گھر ميں رہنے كا حق حاصل ہے، ليكن ظاہر يہى ہوتا ہے كہ آپ شادى كى ابتدا ميں اپنے اس حق سے دستبردار ہو گئى تھيں اور اپنى ساس كے ساتھ گھر ميں رہنے پر راضى ہو چكى تھيں.

بہتر تو يہى تھا كہ آپ اپنے خاوند سے اس وقت يہ شرط پورى كرنے پر سمجھوتہ كرتيں جب آپ نے اس كے ساتھ زندگى كى مشكلات ميں مدد كرنے اور اس كے قرض كى ادائيگى ميں تعاون كرنے كى رضامندى ظاہرى كى تھى، اور اسے شرعى عدالت كے ذريعہ اس شرط كو پورى كرنے كا اہتمام كرتى، يا پھر اہل خير كو اس كے ليے استعمال كرتى كہ وہ اس شرط كو پورا كروائيں.

ليكن آپ كا يہ تصرف اور اس كى اجازت كے بغير گھر سے جانا يہ جائز نہ تھا، اور پھر اللہ سبحانہ و تعالى نے تو رجعى طلاق والى عورتوں كو طلاق كے بعد خاوند كے گھر سے نكلنے سے منع كيا ہے، تو پھر وہ شادى شدہ عورتيں جنہيں طلاق نہيں ہوئى ان كے بارہ ميں كيا حكم ہو گا؟!

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اے نبى (صلى اللہ عليہ وسلم) جب تم عورتوں كو طلاق دو ت وانہيں ان كى عدت (كے آغاز) ميں طلاق دو، اور عدت شمار كرو، اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے، تم انہيں ان كے گھر سے نكالو، اور نہ ہى وہ خود نكليں الا يہ كہ وہ واضح اور كھلى بے حيائى كريں، يہ اللہ كى حدود ہيں جو اللہ كى حدود سے تجاوز كريگا اس نے اپنے آپ پر ظلم كيا آپ نہيں جانتے كہ ہو سكتا ہے اللہ تعالى كوئى معاملہ پيدا كر دے الطلاق (1).

۔ ان سب مخالفات ميں سب سے قبيح اور شرعى مخالفت يہ ہے كہ: آپ نے اس گنہگار مجرم سے تعلقات قائم كرنا ہے جس نے يہ ظاہر كيا كہ وہ آپ كا دنياوى مشكلات ميں خيرخواہ ہے اور اس سے چھٹكارا دلانے والا ہے، اور اس نے ايك حكيم و دانا اور ناصح كا لباس اوڑھا اور ايك امانت دار بن كر ظاہر ہوا حالانكہ اس كا اندر ايك خطرناك بھيڑيے اور چالاك لومڑى كا ہے!!

وہ مجرم شخص اس پر كيسے راضى ہوا كہ وہ آپ كو مل كر آپ سے بات چيت كرے اور آپ كے ساتھ بيٹھ خوش گپى كرتا پھرے، بلكہ اس نے تو پورى ڈھٹائى كے ساتھ خسيس حركت كرتے ہوئے آپ كو شادى كى بھى پيشكش كر

دی حالانکہ آپ کسی دوسرے خاوند کی نکاح میں تھیں!

اور تعجب والی بات تو یہ ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کا پہلا خاوند بھی اچھا روپ دھارے ہوئے تھا، اور آپ نے جب اس سے شادی پر رضامندی ظاہر کی تو آپ اندھی تھیں تو کیا آپ کے خیال میں اب آپ صاحب بصیرت بن چکی ہیں ؟!

نہیں اللہ کی قسم آپ بالکل ایسی نہیں، بلکہ آپ کا اپنے پہلے خاوند کے ساتھ اندھا ہونا اس وقت آپ کے عمل سے بہت ہی آسان اور کم تر ہے، کیونکہ جب آپ کا اس سے تعلق تھا تو آپ شادی شدہ نہیں تھیں، لیکن اب تو آپ شادی شدہ ہیں اور اس کے باوجود اس مجرم شخص کے ساتھ حرام تعلقات بنا رہی ہیں.

جس شخص نے اسی پر بس نہیں کیا کہ وہ آپ اور آپ کے خاوند کے مابین اور دشمنی پیدا کرے، اور آپ کو آپ کے خاوند کے متعلق اور دل سخت کرنے کا کہے، اور آپ کو اپنے خاوند کے گھر واپس نہ پلٹنے کی تلقین کی، بلکہ اس پر ہی بس نہیں کی اور آپ کو شادی کی پیشکش کر ڈالی حالانکہ آپ اپنے خاوند کے نکاح میں تھیں.

آپ نے جو کچھ بھی کیا بلاشك و شبہ وہ حرام ہے، اور بہت ہی قبیح و شنیع جرم ہے حتی کہ غیر مسلمین کے ہاں بھی یہ جرم شمار ہوتا ہے، اور کوئی بھی خاوند یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی بیوی اس طرح کی حالت میں ہو.

اور پھر کسی عقلمند کے لیے ممکن ہی نہیں - چہ جائیکہ وہ مسلمان شخص جو شرعی احکام کو جانتا ہو - کہ وہ اس مجرم سے آپ کی شادی پر موافق ہو جس کا برا اخلاق شادی سے قبل ہی واضح ہو چکا ہے!

اور یہ چیز تو آپ کے لیے اس کے ساتھ ایك اور خطرناك اور کڑوا تجربہ کا باعث بنےگا!

کیا آپ یہ خیال کرتی ہیں کہ وہ آپ کی اپنے خاوند کے ساتھ خیانت کو بھول جائیگا؟

اور کیا آپ یہ خیال رکھتی ہیں کہ وہ آپ پر بھروسہ کریگا کہ آپ اس کے ساتھ ایسا نہیں کرینگی؟!

آپ اس مجرم شخص کے ساتھ تعلقات ختم کرنے میں بالکل تردد مت کریں، کیونکہ ایك طرف تو یہ تعلقات حرام ہیں، اور دوسری طرف یہ امانتدار خاوند بھی ثابت نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس سے اس طرح کے قبیح اور حرام افعال سرزد ہو رہے ہیں.

نیك و صالح خاوند کی صفات کا مطالعہ کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (5202) اور (6942) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

سوم:

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کی ندامت، اور آپ کا اپنا محاسبہ کرنا ہی خیر اور حق کی طرف رجوع کی دلیل ہے، اور آپ کے نفس لوامہ کی زندگی کی دلیل ہے جو آپ کو قبیح کام پر ملامت کر رہا ہے، اور اطاعت و فرمانبرداری میں کوتاہی پر ملامت کر رہا ہے.

آپ شیطان کے پیچھے چلنے سے بچ کر رہیں کیونکہ وہ آپ کو تباہی کے دھانے تك پہنچا کر چھوڑے گا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو تم شیطان کی پیروی مت کرو، اور جو کوئی بھی شیطان کے قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرےگا، اور اگر اللہ تعالی کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاك صاف نہ ہوتا النور (21).

ندامت و توبہ کی فرصت حاصل ہونے پر اس میں کوتاہی سے کام مت لیں، ایسا دن آنے سے قبل توبہ کر لیں جس دن نہ تو انسان کے کوئی دینار کام آئیگا اور نہ ہی درہم، اور نہ ہی کوئی دوست اور نہ ہی سفارشی، اس سے قبل توبہ کرلیں جس دن انگلیوں کو ندامت کے ساتھ کاٹا جائیگا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہےگا ہائے کاش میں نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ اختیار کر لی ہوتی، ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا، اس نے تو میرے پاس نصیحت آنے کے بعد مجھے گمراہ کر دیا، اور شیطان تو انسان کو (وقت پر) دھوکہ دینے والا ہے الفرقان (27 ۔ 29).

اپنے آپ کو گناہوں نے پاك کرنے کے لیے اور اپنے دین اور ایمان و عفت و عصمت کی حفاظت کرنے کے لیے آپ درج ذیل امور کی حرص رکھیں:

1 ـ خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پنجگانہ کی بروقت ادائیگی.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کسی شخص کے دروازے کے سامنے نہر ہو اور وہ اس نہر میں روزانہ پانچ بار غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہےگی؟

صحابہ کرام نے عرض کیا: اس کے جسم پر کوئی میل کچیل نہیں رہےگی.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تو نمازوں کی یہی مثال ہے اللہ سبحانہ و تعالی ان نمازوں سے گناہوں کو مٹاتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (505) صحیح مسلم حدیث نمبر (667).

2 ۔ آپ نیك و صالح عورتوں کی رفاقت و دوستی اختیار کریں جو اللہ سبحانہ و تعالی کی اطاعت کرنے والی ہوں.

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" نیك و صالح اور برے دوست کی مثال خوشبو والے اور لوہار کی بھٹی کی طرح ہے، خوشبو والے سے یا تو آپ خوشبو خرید لیں گے، یا پھر اس سے خوشبو پائیں گے، اور لوہار کی بھٹی آپ یا تو آپ کے کپڑے جل جائیں گے، یا پھر آپ اس سے گندی بو اور دھواں پائیں گے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1995) صحیح مسلم حدیث نمبر (2628).

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس حدیث میں صالحین اور اہل خیر و بھلائی اور صاحب مروت اور مکارم اخلاق، اور اہل ورع و تقوی اور علم و ادب کی مجالس میں بیٹھنے کی فضیلت ، اور شر و برائی اور اہل بدعت اور لوگوں کی غیبت کرنے والوں کی مجلس، یا پھر زیادہ فسق و فجور کرنے والوں کی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت کی گئی ہے اور یہ مذموم انواع میں سے ہے.

دیکھیں: شرح المسلم (16 / 178).

3 ۔ گانا بجانا اور موسیقی نہ سننا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسول کرنے والا عذاب ہے

اور جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا اس سے منہ پھیر لیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں ڈاٹ لگے ہوئے، آپ اسے المناك عذاب کی خبر سنا دیجئے لقمان (6 ۔ 7).

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

گانے بجانے والے اور موسیقی سننے والوں اور قرآن مجید کو چھوڑ کر موسیقی اور گانے میں مشغول ہونے کے حساب سے مذمت حاصل ہوگی چاہے وہ پوری اور ساری مذمت نہ بھی حاصل کریں انہیں کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہوگی...

اس کی وضاحت اس طرح ہوتی ہے کہ: آپ دیکھیں کے جو بھی گانے اور موسیقی میں مشغول ہوتا ہے اسے آپ علم و عمل کی راہ سے ہٹا اور گمراہ پائیں گے، اور اس میں قرآن مجید سے ہٹ کر گانا بجانا اور موسقی سننے کی رغبت ہے.

کہ اگر اس پر گانا بجانا اور قرآن مجید سننا پیش کیا جائے تو وہ قرآن مجید کو چھوڑ کر گانا بجانا سننا شروع کریگا، اور قرآن مجید سننا اس کے لیے بھاری ہوتا ہے، اور بعض اوقات تو ہو سکتا ہے کہ قاری کو ہی خاموش کرا دے اور اس کی قرآت لمبی کرے اور گانا بجانا زیاد کر دے، اور اس کی باری کم ہو "

دیکھیں: اغاثۃ اللھفان (1 / 240 - 241).

آخری بات یہ ہے کہ:

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے، اور اللہ سبحانہ و تعالی کے حکم کے سامنے سرتسلیم خم کرنے میں جلدی کرے، اور اپنے آپ کو اللہ سبحانہ و تعالی کے عذاب اور اس کی ناراضگی و غضب سے بچانے میں آگے بڑھے.

اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ معصیت و نافرمانی میں مشغول رہے، یا پھر نفس اور شیطانی کی پیروی کرتے ہوئے توبہ میں تاخیر کرے، اور توبہ کرنے میں اسے لوگوں کی لعنت و ملامت نہیں دیکھنی چاہیے کہ لوگ اس کو ملامت کرینگے.

بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اللہ کا ڈر و خشیت اختیار کرے نہ کہ لوگوں سے ڈرتا پھرے، چاہے لوگ معاصی و نافرمانی کرتے ہوں، اس کے لیے ان کی پیروی و اقتدا کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کو چاہیے کہ وہ توبہ و استغفار کرے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لے جس ایندھن لوگ اور پتھر ہیں التحریم (6).

اور اللہ سبحانہ و تعالی کی ناراضگی کے معاملہ میں ان سے ڈھیل مت کرے.

دیکھیں: المنتقی من فتاوی الفوزان (2 / 293).

واللہ اعلم .